

لطیفہ ۵۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نسب اور کسی قدر پاک سیرت کا بیان
جو سترہ شرف پر مشتمل ہے

شرف اول: حضرت علیہ السلام کے نسب کا بیان۔

شرف دوم: حضرت علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کا ذکر۔

شرف سوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے بعد بعض احوال کا ذکر۔

شرف چہارم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافروں سے جہاد کرنے اور ان کفار کے نام ظاہر کرنے کا ذکر جو اس غزوہ میں مارے گئے۔

شرف پنجم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرے کا ذکر۔

شرف ششم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کا بیان۔

شرف ہفتم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اوصاف اور حلیہ شریف کا بیان۔

شرف ہشتم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اوصاف کا ذکر۔

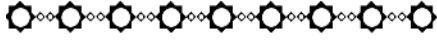
شرف نہم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات کا بیان۔

شرف دہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا بیان۔

شرف یازدہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کا ذکر۔

شرف دوازدہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا ذکر۔

یہ لطیفہ بڑی تقطیع کے باسٹھ صفحوں پر مشتمل ہے اور طویل عربی عبارات کا حامل ہے، جو انساب اور سیرت کی کتابوں سے نقل کی گئی ہیں، اسی کے ساتھ ان کا فارسی ترجمہ ہے۔ احقر مترجم نے بے جا طوالت سے بچنے کے لیے عربی عبارات کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ ان کے فارسی ترجمے سے اُردو ترجمہ کیا ہے۔ تاہم قرآنی آیات اور فارسی اشعار کو مطبوعہ متن سے نقل کر کے ان کا ترجمہ شامل متن کیا ہے۔ اس کے بعد لطیفہ ۵۳ میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔



شرف سیزدہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاؤں اور پھوپھیوں کا ذکر۔

شرف چہار دہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں، آزاد خادموں، سفیروں اور کاتبوں کی تفصیل

شرف پانز دہم: حضور علیہ السلام کے گھوڑے اور اونٹوں کا بیان۔

شرف شانز دہم: حضور علیہ السلام کی وفات کا ذکر۔

شرف ہفدہم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ و لباس کا ذکر اور آپ ﷺ کی آل کے نسب کی تفصیل جو انساب کی مشہور کتابوں سے منتخب کی گئی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سیرت کے فن میں ”خلاصۃ السیر“ معتبر کتاب ہے جس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

جو شخص مستند اور تحقیق شدہ باتیں معلوم کرنا چاہتا ہے اسے مذکورہ کتاب پڑھنا چاہیے۔ اس لطیفے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔

وہ مذکورہ کتاب ”خلاصۃ السیر“ اور کسی قدر ”لقائے محمدی“ سے ماخوذ ہے۔

پہلا شرف۔ رسول علیہ السلام کے نسب کا بیان

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب کا علم حاصل کرنا شریف ترین عمل

ہے اور آپ ﷺ کے اجداد میں سے چار جدوں کے نام یاد ہونا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ

مسلمانی کے اس ضعف اور شرط ایمانی کے اس فتور پر حیرت ہے کہ لوگ کافروں اور ملحدوں کے لاکھوں بے ہودہ قصے

کہانیاں اور بے فائدہ باتیں یاد کر لیتے اور انہیں سلوک کی مجلسوں اور محفلوں میں بیان کرتے ہیں۔ نیز امیروں کے

درباروں میں انہی کی تکرار باعثِ فخر خیال کرتے ہیں۔ اگر (اتفاق سے) انبیاء و مرسلین کے حالات اور قدیم مشائخ کے

ملفوظات بیان کیے جا رہے ہوں تو ان کی زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں اور کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے کہ مجلس میں کیا

بات کہی گئی ہے۔ قطعہ:

اگر مذکور گردد از خرافات

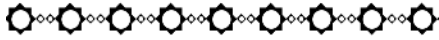
ہزاراں باہمہ امثال گویند

وگر ذکرے رود از دین و آثار

بہم آیند و قیل و قال گویند

ترجمہ: اگر فضول اور بے ہودہ باتیں ہو رہی ہوں تو اسی طرح کی ہزاروں باتیں کہنے لگتے ہیں۔ اور اگر دین اور دینی

روایات کا ذکر چل نکلے تو سب مل کر قیل و قال میں مصروف ہو جاتے ہیں۔



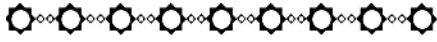
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب گرامی

ابوالقاسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرہ عرف قریش بن عدس بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اؤبن اود بن ہمیج بن مخشب بن ثابت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر، ☆ بن تارخ بن شاروع بن ارغو بن فالخ بن شالخ بن عابر بن ارغشد بن سام بن نوح بن تمک بن سوخ بن حزخ یعنی ادریس بن برذ بن بارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیش بن آدم علیہ السلام۔

(تمام ارباب سیر و انساب کا) عدنان تک صحت نسب پر اتفاق ہے، اس کے بعد اختلافات ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ علمائے انساب اس امر میں متفق ہیں کہ بے شک اہل عرب کا نسب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے مل جاتا ہے اور قریش کے تمام قبیلے نضر کی اولاد ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فہر کی اولاد ہیں لیکن ان تمام اقوال میں مشہور اور صحیح ترین قول، قول اوّل ہی ہے (یعنی اہل عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں)۔

حضرت نور العین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے نسب کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا، آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن قصی بن کلب۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام کی والدہ (آبائی دین سے) نہ پھریں اور دین اسلام میں داخل نہ ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بعض علما کو اس بات سے اختلاف ہے کہ حضرت آمنہ نے اپنی وفات کے بعد دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس مسئلے میں اکثر علما کے درمیان اختلاف ہے۔ قال اخبرنا بذلك الشيخ الصالح ابو الحسن علي بن عبد الله مسلسل الى عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الجحون لیتنا خربنا فاقام به ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرور قال سالت ربي عزوجل فاحيالي امي فامنت (فرمایا ہم کو خبر دی شیخ صالح ابو الحسن علی بن عبد اللہ نے متصلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک خبر دی۔ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجوں پر اترے تاکہ ہمارے عقب میں پڑاؤ فرمائیں۔ پس وہاں قیام فرمایا جب تک اللہ بزرگ و برتر نے چاہا۔ پھر وہاں سے خوشی کی حالت میں واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ بزرگ و برتر سے سفارش کی تھی پس میری ماں زندہ ہوئیں اور ایمان لائیں۔

☆ اصل نسخے میں ابراہیم بن آذر بن تارخ ہے جبکہ تفسیر خزائن العرفان میں علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے سورۃ الانعام آیت ۴۷ کی تفسیر میں ”آزر“ کے متعلق قاموس اور مسالک الحنفاء للیبوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بچا کا نام تھا۔“ خود اسی لطیفہ نمبر ۵۲ کے شرف اول کی آخری سطر میں قرآن مجید کی سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹ کے حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد کے بارے میں لکھا ہے کہ ”وہ اللہ کو سجدہ کرنے والوں میں تھے“ بت فروش یا بت پرست نہ تھے۔ (ناصر الدین)



حضرت ابن جوزی نے اپنی کتاب ”موضوعات“ میں تحریر کیا ہے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ جس شخص نے اسے وضع کیا ہے وہ بے شک و شبہ کم فہم اور علم سے بے بہرہ تھا کیوں کہ اگر اس کو علم ہوتا تو بے شک وہ جان لیتا کہ حالت کفر میں مرنے کے بعد رجوع کر کے ایمان لانے کا کوئی نفع نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ ایمان لے بھی آئے تو از روئے تحقیق عذابِ آخرت کم نہیں ہوتا وہ کافر ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ”فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ“^۱ (پھر وہ کافر ہونے کی حالت میں مر جائے) البتہ اسناد کے ساتھ ایک دوسری حدیث ہے۔ صحیح حدیث میں ہے حضرت رسول علیہ السلام کا ارشاد ہے ”میں نے اپنے پروردگار سے حکم طلب کیا کہ میں خاص اپنی والدہ کی مغفرت کا طلب گار ہوں سو اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں فرمایا۔“

(کسی دوسری مجلس میں) بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل، واصطفى من ولد اسمعيل بنى كنانه، واصطفى من بنى كنانه قريشا، واصطفى من قريش بنى هاشم یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسمعیلؑ کو، اور برگزیدہ کیا اولاد اسمعیلؑ میں سے بنی کنانہ کو، اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے حضور میرا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے، عالمِ آخرت کے دو ہزار سال پہلے موجود تھا اور ملائکہ کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں مصروف تھا۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو اس نور کو آدم علیہ السلام کی پشت میں ڈال دیا پھر آدم (علیہ السلام) کی پشت سے نوح و ابراہیم (علیہما السلام) کی نسل میں منتقل ہوا۔ وہاں سے وہ نور میرے بزرگوں کے صلب اور ان کی پاک بیویوں کے رحم میں منتقل ہوا۔ حتیٰ کہ اب میرے والد کے صلب اور میری والدہ کے رحم کے ذریعے وجود میں آیا۔ شعر:

صلاحِ جہاں آں شبِ آمدِ پدید

کہ از مولدش صبحِ صادقِ پدید

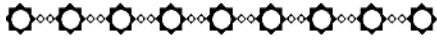
ترجمہ: اس رات دنیا کی بھلائی نمودار ہوئی کہ آپ کی ولادت سے صبح صادق کا ظہور ہوا۔

میرے اسلاف میں سے کسی نے زنا کاری نہ کی۔ ہماری سب دادیوں نے نکاح کے ساتھ مباشرت کی ہے۔ میرے

اسلاف میں غلامی اور جفتی کرنے کا رواج نہ تھا۔

امام کلبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت آدم (علیہ السلام) تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ماؤں کے نام، متقدمین کی تصانیف اور نسب نگاروں کی کتابوں سے تلاش کیے ہیں۔ حضرت حواتک ہر ایک کا نام تحریر کیا ہے۔ پانچ سو نام نکلے۔ سب

۱۔ یہاں مطبوعہ نسخے (ص ۲۷۱) سطر ۸ اور ۸ میں کتابت کی شدید غلطی ہے۔ یہ عبارت نقل ہوئی ہے، ”این حدیث قولِ خدائے تعالیٰ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ و دیگر بسندست“ اس عبارت سے حدیث قدسی کا اشارہ ہوتا ہے حالانکہ یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ اصل مخطوطے میں یہ عبارت یوں ہوگی۔ ”قولِ خدائے تعالیٰ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ و دیگر این حدیث بسند است“ اس قیاسی تصحیح کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔



آزاد اور اشراف (خواتین) تھیں۔ سب ماؤں کا وصل شوہروں سے نکاح کے بعد ہوا تھا۔ ان میں حضرت حوا تک کوئی بھی قیدی، داغ زدہ اور مسافرہ نہ تھی۔ سب پاک، باعفت اور اصل نسبت سے تھیں جیسے کہ ان کے مرتبے کے بارے میں یہ آیہ کریمہ اشارہ کرتی ہے، وَ تَقْلُبُکَ فِی السَّجْدِیْنَ ۝ (اور (دیکھتا ہے) سجدہ کرنے والوں میں آپ کے پلٹنے کو) ایک نبی سے دوسرے نبی تک حتیٰ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔

دوسرا شرف۔ رسول علیہ السلام کی ولادت کا بیان

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ علیہ السلام کی ولادت (باسعادت) مکہ معظمہ میں اصحابِ فیل کے واقعے کے سال میں ہوئی تھی۔ بعض روایتوں میں کہا گیا ہے کہ واقعہ فیل کے تیس یا چالیس سال بعد ولادت ہوئی تھی لیکن روایت اول صحیح ہے۔ سرورِ انبیا و پیشوائے اصفیا بروز پیر بارہ ربیع الاول کو عالمِ ناسوت میں جلوہ افروز ہوئے۔ (یہ فرمانے کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ پر) ذوق و شوق کی کیفیت طاری ہوگئی اور یہ غزل ارشاد فرمائی، غزل:

روزِ ظہورِ مظہرِ سر و دو عالمِ ست

روزِ ولادتِ خلفِ صدقِ آدمِ ست

(آج سرورِ دو عالم کے مظہر کے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ آج آدم علیہ السلام کے سچے جانشین کی ولادت کا دن ہے)

امشبِ دریں زجاجہٴ درمی نہادہ اند

نورِ یکے کہ چشم و چراغِ دو عالمِ ست

(آج رات دروازے کے شیشے سے اُس ہستی کا نورِ صوفشاں ہے جو دونوں عالم کی بینائی کا سبب ہے)

از روزِ شبِ مرادِ جزایں روزِ شبِ نبود

الحقِ شبِ مبارک و روزِ مکرمِ ست

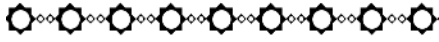
(روزِ شب کے سلسلے کو جاری رکھنے سے یہی دن اور یہی رات مقصود تھے، الحق کہ یہ رات مبارک اور دن مکرم ہے)

بگزشت از ربیعِ نخستینِ دوازده

روزِ دو شنبہ کہ ز ایامِ مکرمِ ست

۱۔ مطبوعہ نسخے (ص ۲۷۱) کی اصل عبارت یہ ہے ”بیچ کدای از ایثاں اسرادی و مرقوۃ و از عورات نازلہ نبود“۔ ”اسرادی“ اور ”مرقوۃ“ میں سہو کتابت واضح ہے۔ مترجم نے بالترتیب ”اسلاری“، ”قیدی“ اور ”مرقومہ“ (داغ زدہ) قیاس کر کے ترجمہ کیا ہے۔

۲۔ پارہ ۱۹۔ سورہ اشعراء، آیت ۲۱۹۔ اس آیت سے متصل (ساجدین کے بعد) من نبی الی نبی حتیٰ اخر جن تک نبیاء، عربی عبارت نقل کی گئی ہے۔ یہ قرآن شریف میں نہیں ہے مصنف کی تحریر ہے۔ اس لیے مترجم نے اسے آیہ کریمہ سے ملا کر نقل کرنے کے بجائے اس کا ترجمہ کر دیا ہے تاکہ آیت اور عبارت کا فرق قائم رہے۔



(ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہوئی تھی، پیر کا دن تھا جو (ہفتے کے) دنوں میں سب سے زیادہ لائق تکریم دن ہے۔)
 در وضع جملہ امت واز بہر وضع خلق
 وضع نہادہ خویش کہ بہ از وضع آدم ست
 (تمام امت اور تمام انسانوں کے طرز زندگی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرز قائم کی جو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔)

خورشید طلعتے بشب آمد کہ آفتاب
 از دو شب نشستہ بریں سبز طارم ست
 (ایک خورشید چہرہ ہستی رات میں نمایاں ہوئی ہے یا آفتاب رات کے دھویں سے (ہٹ کر) سبز آسمان پر بیٹھا ہے)
 زاں روز کو بخیر قدم در جہاں نہاد
 ذکر سپہرو دور زماں خیر مقدم ست
 (جس روز سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں خیر کے ساتھ قدم رکھا اسی روز سے آسمان اور زمانہ آپ کے خیر مقدم کا ذکر کر رہے ہیں)

در عام فیل نصرت اصحاب فیل داں
 خاص آں کسے کہ کعبہ برایش مکرم ست
 (عام الفیل میں آپ کی تشریف آوری اصحاب فیل پر اہل مکہ کی فتح ہے۔ خاص طور پر اس شخص کے لیے جو کعبہ شریف کی تعظیم کرتا ہے۔)

بعض علما کہتے ہیں کہ رحم مادر میں نطفے کا قرار پیر کے دن ہوا تھا، ولادت پیر کے روز ہوئی تھی، وحی کا نزول اور وفات بھی پیر کے روز ہوئی۔ رسول علیہ السلام کی والدہ محترمہ کوہ ابی طالب کی وادی میں جمرۃ الوسطیٰ کے قریب حاملہ ہوئیں۔ شعر:

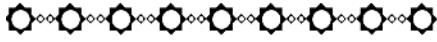
شد از بر نیساں صدف بار دار
 پدیدار شد لولونے شاہوار

(موسم بہار کی پہلی بارش سے صدف بار آور ہوگئی اور اس سے شاہوں کے لائق گوہر نمودار ہوا)

(حضرت آمنہ نے) فرمایا میں نے آپ ﷺ کے حمل کے وقت دیکھا کہ ایک نور میرے اندر سے نکلا، اس نے شام و بصری کے محلات کو روشن کر دیا۔ پھر حمل قرار پا گیا۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا آپ ﷺ کا حمل بالکل ہلکا تھا۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین پر اور سر آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی

۱۔ مترجم اس مصرعے کا مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ قیاسی ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۔ حجاج کرام منی میں تین مقامات پر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں۔ پہلے اور تیسرے کے درمیان مقام کو ”جمرۃ الوسطیٰ“ کہتے ہیں۔



ولادت (باسعادت) کی رات کسریٰ (شاہ ایران) کے محل میں زلزلہ آ گیا اور چودہ کنگرے زمیں بوس ہو گئے۔ بیت:

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد
تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

(جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت کا دنیا میں چرچا ہوا تو ایوان کسریٰ میں زلزلہ آ گیا)

آتش کدہ ایران کی آگ جو دو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور دریائے ساوہ کا پانی خشک ہو گیا جیسے کہ (فارسی کے شاعر) سلمان ساؤجی نے کہا ہے۔ شعر:

شد آتش کفر پارس برباد
رفت آب سیاہ ساوہ در خاک

(ایران کی آتش کفر تہس نہس ہو گئی اور دریائے ساوہ کا سیاہ پانی مٹی میں مل گیا یعنی خشک ہو گیا)

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ حضرت آمنہ جتنے عرصے رسول علیہ السلام کے حمل سے حاملہ رہیں، انھیں کسی قسم کی گرانی اور تکلیف جو عورتوں کو ہوتی ہے ہرگز نہیں ہوئی اور نہ ولادت کے وقت جو درد عورتوں کو ہوتا ہے انھیں ہوا۔ حضرت آمنہ کو مشاہدہ کرایا گیا کہ ساتوں آسمان اور زمینوں کے فرشتے میرے گھر میں نازل ہوئے ہیں اور مجھے بشارت دے رہے ہیں۔ اے بی بی! آج عالم اور اولاد آدم میں سب سے بہتر اور خوب ترین ہستی کا تولد زمین پر ہوا ہے جس کے نور آفتاب سے مشرق تا مغرب (تمام عالم) جگمگائے گا۔ آیات:

بشارت باد اے فرخندہ طالع
کہ می گردوز تو خورشید طالع

(اے مبارک نصیب والے آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی ذات سے آفتاب طلوع ہوتا ہے)

چناں خورشید تو پُر نور گردد
کہ از نورش جہاں منظور گردد

المطبوعہ نسخ (ص ۲۷۲) پر یہ شعر اس طرح نقل ہوا ہے:

شد آتش کفر پارس برباد
رفت آب سیاہ در خاک

اس شعر میں سہو کتابت واضح ہے۔ دوسرا مصرع بے وزن ہے۔ شاید یوں ہو:

رفت آب سیاہ ساوہ در خاک

اسی قیاس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ شاعر کا نام ”سلیمان ساؤجی“ لکھا گیا ہے۔ اس کا نام ”سلمان ساؤجی“ تھا۔ ملاحظہ فرمائیں ”بحث در آثار و افکار و احوال حافظ“ مصنفہ ڈاکٹر قاسم غنی۔ تہران، ۱۳۶۱ ہجری ص ۲۶۔ سلمان ساؤجی کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری کا ہے۔

(آپ کی ذات کا آفتاب اس انداز سے نور فشاں ہوتا ہے کہ اس کی روشنی سے دنیا روشن ہو جاتی ہے)

زورِ آفتابش ماہِ وانجم

چو ذرہ می شود در تابِ اوگم

(آپ کے آفتاب کے نور سے چاند ستاروں کی چمک ذرے کی مانند گم ہو جاتی ہے)

اب تم پر لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کا بیڑہ اٹھانے میں دیر نہ کرو اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے پرہیز کرو۔

رسالہ عبہری میں بیان کیا گیا ہے کہ پہلی خاتون جنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا وہ ابو لہب کی کثیر ثوبیہ تھیں۔ اُس زمانے میں یہ رواج تھا کہ قبیلہ بنو سعد کی دودھ پلانے والی عورتیں مکہ معظمہ میں آتی تھیں۔ اہل مکہ سخت گرمی اور گرم ہوا سے بچاؤ کی خاطر اپنے بچے اجرت پر ان کے سپرد کر دیتے تھے۔ اس سال بھی (دودھ پلانے والی) عورتیں مکہ معظمہ میں آئیں اور آرزو کے ساتھ سرداروں کے بچے دایہ گرمی کے لیے حاصل کر لیے۔ حلیمہ بنت عبد اللہ کو چون کہ کوئی بچہ نہ ملا تھا اس لیے انھوں نے مجبوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیا۔ جب اپنی پستان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک میں رکھی تو پستان سے اس قدر دودھ جاری ہوا کہ دس بچے سیر ہو سکتے تھے، حالاں کہ اس سے قبل خود ان کے بیٹے کے لیے ان کا دودھ کافی نہ ہوتا تھا۔ حضرت حلیمہؓ کے پاس ایک اونٹنی تھی بالکل مریل اور خارش زدہ۔ اگر ہزار کوڑے لگائے جائیں تو جگہ سے نہ ہلتی تھی۔ شعر:

تواں تور چوگا نہ باد پاپے

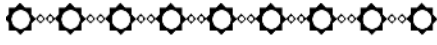
بصد زخم چوگاں نہ جنبدز جاے

(چوگان کے ہوا رفتار بہادر گھوڑے کا یہ حال تھا کہ خم دار لکڑی کی سیکڑوں ضرب کے باوجود ہلتا نہ تھا)

(وہ ضعیف و لاغر اونٹنی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت سے از سر نو جوان ہو گئی، بحدے کہ اُس روز بنو سعد کا کوئی اونٹ قوت میں اس کی برابر ہی نہ کر سکتا تھا۔ وہ اونٹنی جو قطعی طور پر دودھ سے محروم تھی اس نے اتنا زیادہ دودھ دیا جو حضرت حلیمہؓ کے کنبے کے لیے کافی تھا۔ جب حضرت حلیمہؓ سفر میں تھیں تو قبیلہ ہذیل کے چند بزرگ (بستی سے) باہر نکلے۔ جب ان کی نظر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیر تک دیکھتے رہے پھر بولے کہ یہ بچہ تمام روئے زمین کا بادشاہ ہوگا۔ جب وادی سدہ میں پہنچے تو وہاں پہلے ہی سے حبش کے عالم ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی زبان میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ بچہ پیغمبرِ آخر الزماں ہے۔

مختصر یہ کہ اس قسم کی باتیں، آپ ﷺ کو دیکھ کر بہت سے عالموں اور کاہنوں نے کہیں۔

جب حضرت حلیمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر پہنچیں تو ان کے پاس صرف ایک بکری تھی، آپ ﷺ کے



قدم مبارک کی برکت سے ان کے گھر میں تین سو بکریاں جمع ہو گئیں۔ اسی طور مال و اسباب بڑھتے چلے گئے۔ قطعہ:

چو آں کیواں مراتب مشتری روے
بجائش برد اقدام سعادت
سعادت سوئے او روئے در آورد
شده با دولت و فرخنده عادت

(جب وہ مشتری چہرہ جو ستارہ زحل کی مانند بلند مقام کا حامل ہے اپنی جان کے ساتھ سعادت کی طرف بڑھا تو خود سعادت اس کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اسے مبارک اخلاق کی نعمت حاصل ہوئی)

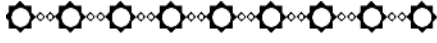
جب رسول علیہ السلام تین سال کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہؓ اور قبیلے کے لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے جانے لگے۔ ایک روز آپ ﷺ چھوٹے بچوں کی ایک جماعت میں کھیل رہے تھے اور بڑے لڑکوں سے باتیں کر رہے تھے کہ دو فرشتے آدمی کی شکل میں نمودار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلا دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو چاک کیا، آلائشیں باہر نکالیں اور اُس پانی سے صاف کیا جو طشت اور تھالے میں بھر کر لائے تھے اور (سینہ مبارک کو) نور ایمان و عرفان سے معمور کر دیا۔ قطعہ:

چوں ظرفِ سینہ آں بحرِ اسرار
ملوث بود از الواثِ کینہ
ز آبِ معرفت شستند اورا
دگر پر کرد از نورو سکینہ

(چوں کہ اس بحرِ اسرار کے سینے کا ظرف کینے کی آلودہ سے ملوث تھا تو اسے آبِ معرفت سے پاک کیا پھر نور اور سکینت سے اسے لبریز کر دیا)

اس کے بعد وہی واقعہ جو پہلے گزر چکا تھا پھر رونما ہوا۔ جب آپ کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو دوڑ کر حضرت حلیمہؓ کے پاس گئے اور واقعے کی اطلاع دی۔ وہ گھبرا کر جائے واقعہ پر پہنچیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خزاں رسیدہ درخت سے پیٹھ لگائے تشریف فرما تھے۔ (شکم مبارک پر) شکاف کا نشان نمایاں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت حلیمہؓ کو) تمام حالات ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔ وہ آپ کو لے کر گھر آگئیں اور گھر والوں سے کہا کہ یہ فرزند کسی دن ضائع ہو جائے گا۔ میں انھیں مکے لے جاتی ہوں کیوں کہ ان فرزند سے روزانہ عجیب و غریب واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ قطعہ:

غرایب می کند ایں نارسیدہ
کہ جائے او رسیدہ نارسیدہ



ہدایت میں چینیں ست تا نہایت

چہ خواہد کرد میں بر نارسیدہ

(اس نابالغ فرزند سے خلاف عادت باتیں ظہور میں آتی۔ یہ جس مقام پر پہنچ چکا ہے اس تک رسائی ناممکن ہے اگر الہی فیصلہ یہی ہے تو یہ کچا پھل (نابالغ فرزند) پک جائے گا (جوان ہوگا) تو کیسے کیسے اعجاز ظاہر ہوں گے)

مورخ واقدی نے تحریر کیا ہے کہ جب رسول علیہ السلام آٹھ سال کے تھے تو (آپ ﷺ کے دادا) عبدالمطلب نے وفات پائی۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کے سپرد کیا۔ ابوطالب کو آپ ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش و پرداخت میں بہت زیادہ سعی کی۔ جب آپ ﷺ کی عمر شریف بارہ سال ہوئی تو ابوطالب آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ وہ صحرا سے راستہ طے کر کے بصری پہنچے۔ بحیرہ راہب نے جو راہبوں کا رہنما اور نبوت کی نشانیوں کا عالم تھا اور اس نے بہت سے بت پرستوں کو اپنے دین میں داخل کیا تھا، ابوطالب سے کہا کہ یہ فرزند پیغمبر آخر الزماں ہے۔ بعد ازاں اس نے ابوطالب اور تمام اہل قافلہ کی دعوت کی اور کھانے کے لیے بلایا۔ جب دسترخوان بچھایا تو بحیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا۔ اس نے کہا جس مہمان کی میز بانی منظور تھی اُن کو بلایا ہی نہیں ہے۔ اس نے لوگوں سے دریافت کیا کیا کوئی شخص رہ گیا ہے جو دسترخوان پر نہیں آیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ سب آگئے ہیں البتہ ابوطالب کے بھتیجے نہیں ہیں۔ راہب نے کہا میں انھی کا طالب ہوں انھیں بلاؤ۔ جب باہر آیا (تو دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ میں تشریف فرما ہیں اور ابر کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ بحیرہ نے کہا لوگو! دیکھو یہ نبوت کی سچی نشانی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے جس آخری نبی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ آپ ﷺ ہی ہیں۔ آیات:

اگرچہ ابر زیر آفتاب ست

چہ ابرش میں کہ بالائے سحاب ست

(اگرچہ (فطرت کے قاعدے سے) ابر آفتاب کے نیچے ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ (کی ذات) کا سایہ بادلوں سے بلند تر ہے)۔

بہیں آں ابروے ابر سیار

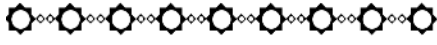
کہ بر سر می کند در ہاش سیار

ط. مطبوعہ نئے (ص ۲۷۳) پر یہ شعر اس طرح نقل ہوا ہے۔

بہیں آں ابروے ابر فرق سیار

کہ بر سر می کند در ہاش سیار

مترجم نے قیاسی تصحیح کر کے ترجمہ کیا ہے تاکہ قابل فہم مفہوم برآمد ہو سکے۔ مطبوعہ نئے میں پہلا مصرعہ بے وزن ہو گیا ہے



(اس گردش کرنے والے ابرو کو دیکھو جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق مبارک سے (دھوپ کو ہٹانے کے لیے) دور باشی کا فرض انجام دیتا ہے)

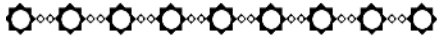
تیسرا شرف۔ ولادت مبارکہ کے بعد بعض حالات کا ذکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے بعد واقعات کی تفصیل بیان کرنے کے لیے بہت سی تصانیف کی ضرورت ہے بلکہ دفاترِ زمانہ بھی ناکافی ہیں۔ اشعار:

چناں سر برزد آثارِ نبوت
 ز بعدِ زادنِ آلِ بحرِ اسرار
 (اس بحرِ اسرار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کے بعد نبوت کی اتنی زیادہ نشانیاں ظاہر ہوئیں)
 وگر دریا مدادو چوبِ اقلام
 بود کاغذِ ہمہ اوراقِ اشجار
 (کہ اگر سمندر لکھنے کی روشنائی ہو جائیں اور تمام درختوں کی لکڑیاں قلم اور پتے کاغذ بن جائیں)
 قلمِ زنِ گر بود از جنسِ اخلاق
 بہ پایاں ناید آں ارتقامِ آثار
 (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تحریر کیے جائیں تو تمام وکمال ضبط تحریر میں نہ آسکیں)

کتاب ”خلاصۃ الابراز“ میں بیان کیا گیا ہے کہ آں حضرت علیہ السلام، حضرت خدیجہؓ سے نکاح سے قبل، ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ بغرض تجارت مکے سے شام روانہ ہوئے۔ جس وقت شام میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک درخت کے سایے میں جو ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب تھا قیام فرمایا۔ اس راہب نے گرجا کی کھڑکی سے میسرہ کی جانب دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ میسرہ نے اسے جواب دیا کہ یہ صاحب قبیلہ قریش سے ہیں اور حرم کے رہنے والے ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کوئی قیام نہیں کرتا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مال فروخت کیا اور وہ چیزیں جو منظور تھیں وہاں سے خریدیں۔ تمام اسباب (اونٹوں پر) لادا اور مکہ معظمہ واپس ہوئے۔ (واپسی پر) میسرہ نے بتایا کہ جس وقت دوپہر کی سخت گرمی ہوتی تھی تو دو فرشتے نازل ہوتے تھے اور آپ پر گرمی سے بچانے کے لیے سایہ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سفر جاری رکھتے تھے۔ جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے وہ چیزیں جو آپ (شام سے) لائے تھے



فروخت کر دیں، اس سے دو گنا یا اس کے قریب نفع ہوا۔

میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو راہب سے اپنی گفتگو اور فرشتوں کے سایہ کرنے کے بارے میں بتایا۔ جب آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے ابن عم! آپ کے بارے میں لوگوں کے نیک گمان نیز میرے قریب ہونے کے سبب مجھے آپ سے رغبت ہو گئی ہے۔ آپ کا اپنی قوم میں شریف ہونا، امین ہونا، صاحبِ خلق ہونا، اور قول میں صادق ہونا (بھی اس رغبت کا) سبب ہے۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا نفس پیش کیا (نکاح کا پیغام دیا)۔ حضرت خدیجہؓ کو نسبت شریف کا یقین تھا۔ اُس عہد میں وہ بہ اعتبار نسبت افضل اور بہ اعتبار شرف عظیم تھیں۔ مال کثیر کی مالک تھیں اور اُن کی قوم کا ہر شخص ان امور کے باعث اُن کا حریص تھا۔

حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر اپنے چچاؤں سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خویلد بن اسد کے مکان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت خدیجہؓ کو پیغام نکاح دیا جسے خویلد بن اسد نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد ابو طالب شرفائے شہر کے ساتھ آئے اور خطبہ نکاح پڑھا:

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ثابت ہیں، جس نے ہمیں ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کی اولاد میں پیدا کیا اور ہمیں اپنے گھر کی نگہبانی اور حرم کے انتظام کا شرف بخشا۔ اس نے خانہ کعبہ کو امن کی جگہ قرار دیا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔

بے شک میرے بھتیجے محمد ﷺ بن عبد اللہ سب لوگوں سے وزن میں زیادہ ہیں یعنی اگرچہ محمد ﷺ تھوڑا مال رکھتے ہیں جو آتا جاتا سایہ ہے لیکن نبی خزاعہ سے تمام وکمال قرابت رکھتے ہیں۔ تحقیق کہ خدیجہ بنت خویلد نے نکاح کا پیغام دیا اور ان کے لیے، ان کے مال میں سے اتنا اور اتنا مہر مقرر کیا۔ پس خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلیٰ خصائل اور شرف کے حامل ہیں، انھوں نے خدیجہؓ کو اپنے حوالہ نکاح میں لیا۔“

اس وقت (نکاح کے وقت) آں حضرت علیہ السلام کی عمر شریف پچیس سال دو ماہ اور دس دن تھی اور خدیجہؓ اٹھائیس سال کی تھیں۔ روایتوں میں آیا ہے کہ تحقیق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو بارہ اوقیہ سونا مہر ادا کیا۔ حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نبوت سے قبل پندرہ سال اور ہجرت سے تین سال قبل تک رہیں اس کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف انچاس سال آٹھ ماہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔ ایک اوقیہ چالیس درم وزن کا ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فرہنگ عامرہ مصنفہ محمد عبداللہ خویشگی۔

خاص مصاحب حضرت صدیقؓ تھے۔ روایت کیا گیا ہے، تحقیق آدم علیہ السلام نے کہا کہ ”میں قیامت میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا لیکن میری اولاد میں سے ایک ہستی ایسی ہے جو مجھ سے افضل ہے۔ اس کی بیوی اس کے دین میں اس کی مدد گار ہوگی۔ میری بیوی نے میری خیانت کی اور اس امر میں میری مددگار بنی۔ اللہ تعالیٰ نے، اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیطان پر اس کی مدد کی۔ میرا شیطان انکاری رہا۔“ روایتوں میں آیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں، مردوں میں حضرت ابو بکرؓ اور لڑکوں میں حضرت علیؓ بن ابی طالب سب سے پہلے ایمان لائے۔

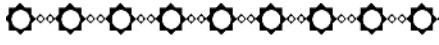
حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس امر کا حکم دیا گیا کہ میں خدیجہؓ کو بشارت دوں جنت کے مکانوں میں سے اس مکان کی جو نہایت وسیع بنایا گیا ہے اور جس میں نہ شور و شغب ہوگا نہ تکلیف ہوگی۔ (ایک مرتبہ) جبریلؑ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت خدیجہؓ کو اُن کے رب کا سلام کہیں پس حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے خدیجہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام پہنچاتے ہیں۔

رسول علیہ السلام جب پینتیس سال کی عمر کو پہنچے تو کعبے کی بنیاد بلند کی گئیں اور قریش اس بات پر رضامند ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حکم ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غار حرا میں جو مکے کے ایک پہاڑ میں ہے جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں چند راتیں عبادت میں بسر فرماتے تھے۔ سو جبریل علیہ السلام نے کہا، اقرا (پڑھیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نہیں پڑھتا۔ اس کے بعد جبریلؑ نے کہا، اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۗ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۗ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۗ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ پس رسول اللہ علیہ السلام مع ان آیات کے اس حالت میں واپس آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب، گوشت اور پیٹھ لرز رہے تھے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ دو پس آپ کو لپیٹ دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کا اضطراب و خوف جاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی سرگزشت انھیں سنائی اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے تسلی دی اور کہا کہ آپ ﷺ کو بشارت ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ بے شک آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں، جو دوسروں کے لیے بوجھ ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں، یتیموں اور غریبوں کی پرورش کرتے ہیں، مفلسوں کو مال صدقہ کرتے ہیں، اپنے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کراتے ہیں یعنی مہمان نواز ہیں اور اپنوں کی مدد فرماتے ہیں۔

پس حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انھوں نے زمانہ

ط پارہ ۳۰، سورہ العلق، آیات: ۱ تا ۵ (ترجمہ: اے محبوب! پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ خون بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا۔ انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔)



جاہلیت میں عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔ وہ کافی عمر کے تھے اور نابینا تھے۔ سو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا، اے ابن عم اپنے بھتیجے کا واقعہ سنو، چنانچہ ورقہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے بھتیجے! آپ ﷺ پر کیا واقعہ گزرا؟ حضور ﷺ نے جو واقعہ گزرا تھا بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا کہ یہ وہی ناموس یعنی جبریل ہے جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوتا تھا۔ کاش میں اُس زمانہ نبوت میں تو مند جوان ہوتا اور کاش میں اُس زمانے تک زندہ رہتا جب قوم آپ کو وطن سے نکالے گی۔ رسول علیہ السلام نے دریافت فرمایا، کیا لوگ مجھے وطن سے باہر نکالیں گے، ورقہ نے کہا ہاں۔ کوئی نبی ایسی ہدایت نہیں لایا جیسی آپ لائیں گے لیکن آپ سے دشمنی کی جائے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ نبوت کا دعویٰ فرمائیں گے تو آپ کی مدد کرتا اور مدد بھی بہت زیادہ۔ بعد ازاں ورقہ بن نوفل زیادہ عرصے زندہ نہ رہے اور انتقال کر گئے۔

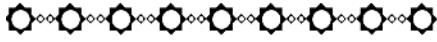
(بعد ازاں) وحی کافی عرصے بند رہی، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے۔ اس روایت میں کہ ”ہمیں غمگین ہونا حاصل ہوا“ سے مراد یہی ہے کہ غمگین ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیں، چنانچہ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کو پہاڑ سے نیچے گرانے کے لیے تشریف لے جاتے تو جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور عرض کرتے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بے شک اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ بہر حال وحی لمبے عرصے تک بند رہی۔

آخر وحی نازل ہوئی، چنانچہ جبریل علیہ السلام مثل سابق نمودار ہوئے اور مثل سابق وحی نازل کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے امر کی تکمیل کی۔ جب وحی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو جس پتھر اور درخت یا خار دار جھاڑی کے پاس سے گزرتے تو وہ عرض کرتا ”السلام علیک یا رسول اللہ“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس رات میری بعثت ہوئی میں مکے میں تھا، بے شک پتھر مجھے سلام کرتے تھے اور میں اُن پتھروں سے واقف ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاول کے آٹھ یوم گزرنے کے بعد پیر کے روز مبعوث کیا گیا۔☆ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صاف صاف رسالت کی تبلیغ کی اور نصیحت فرمائی چنانچہ (اس دعوت پر) قوم نے بہت واویلا مچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محصور کر دیا۔ جس وقت آپ ﷺ اس حصار سے نکلے تو آپ ﷺ کی عمر شریف انچاس سال، آٹھ ماہ اکیس روز تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نے وفات پائی اور تین دن کے بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچاس سال تین ماہ کی عمر کو پہنچے تو پہنچے تو مقام نصیبین کے جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ بعد ازاں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکیاون سال نو ماہ تھی تو مقام ابراہیم سے بیت المقدس تشریف

☆ مشہور احادیث صحیحہ اور آیات قرآنی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ارواح میں سب سے پہلے نور سے تخلیق ہونا اور نبی و رسول ہونا ثابت ہے۔ یہاں بعثت سے مراد نزول وحی ہے۔ (ناصر الدین)



لے گئے، جہاں آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آپ ﷺ کے قلب مبارک کو آب زم زم سے دھویا گیا پھر قلب مبارک کو ایمان و حکمت سے معمور کیا گیا۔ پھر براق لایا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور آسمان کی بلندی کی جانب روانہ ہوئے۔

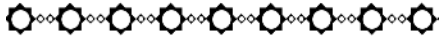
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تحقیق کہ میں نے آسمان اوّل پر آدم علیہ السلام سے، آسمان دوم پر عیسیٰ اور ان کے بھانجے یحییٰ علیہم السلام سے، آسمان سوم پر یوسف علیہ السلام سے، آسمان چہارم پر ادریس علیہ السلام سے، آسمان پنجم پر ہارون علیہ السلام سے، آسمان ششم پر موسیٰ علیہ السلام سے، اور آسمان ہفتم پر ابراہیم علیہ السلام سے، جو بیت معمور سے پشت لگائے ہوئے تھے، ملاقات کی۔ (معراج شریف میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تریس سال ہوئی تو آپ ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کے آٹھ یوم گزرنے کے بعد بروز پیر ہوا، اور پیر ہی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ اعلان نبوت کے بعد (مکہ معظمہ میں) آپ ﷺ کا قیام تیرہ سال رہا۔ (مکہ معظمہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (دین کی تبلیغ کے لیے) لوگوں کے گھروں پر، عکاظ اور جمنہ کے بازاروں میں نیز حج و عمرے کے زمانے میں لوگوں کے پاس آتے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

”وہ کون ہے جو میرے رب کے پیغام کو پہنچانے کے لیے میری مدد کرے اور اس کے بدلے میں جنت کا حق دار بنے۔“

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین کے لیے لوگوں کے گھروں پر جاتے تھے تو لوگ آپ ﷺ کی جانب انگلیاں اٹھا کر اشارہ کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (مدینے کے) انصار کو آپ کی خدمت میں پہنچایا، سو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ان میں ہر وہ شخص، جو اسلام لایا تھا جب اپنے اہل و عیال میں واپس آیا تو اس کی باتیں سن کر اہل و عیال بھی اسلام لے آئے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں ایسا کوئی گھر باقی نہیں رہا جو مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ انہوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا اُس زمانے میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور خانہ کعبہ کو پیٹھ نہ دیتے تھے بلکہ اس کو بھی اپنے سامنے رکھ کر نماز ادا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد سترہ یا سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جاتی رہی۔

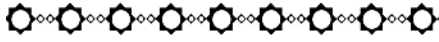
جب حضور علیہ السلام نے (مکہ سے) ہجرت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور اُن کا غلام عامر بن فہیرہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اور عبد اللہ بن الارقطہ رہبر تھا۔ یہ عبد اللہ بن الارقطہ کافر تھا (تاریخ میں) اس کا اسلام لانا ثابت نہیں ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ ہم رات سے صبح تک اور صبح سے آفتاب قائم ہونے یعنی دوپہر تک سفر کرتے تھے، پھر راستہ بند ہو جاتا اور کوئی شخص وہاں سے نہیں گزرتا تھا۔ میں نے ایک چٹان دیکھی جس کے نیچے سایہ تھا اور وہ جگہ ابھی گرم نہ ہوئی



تھی، چنانچہ میں نے رسول علیہ السلام کے لیے وہ جگہ درست اور صاف کی۔ میرے پاس ایک جھاڑو تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ کے گرد اگرد جھاڑو دیتا ہوں۔ پس میں باہر نکلا۔ یکا یک میری نظر ایک چرواہے پر پڑی کہ وہ سایہ دار چٹان کی طرف آ رہا ہے اس کا ارادہ بھی میرے ارادے کی طرح تھا یعنی چٹان کے سائے میں بیٹھنا۔ میں نے اس سے دریافت کیا، اے چرواہے! تمہارا تعلق کس جگہ سے ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اہل مدینہ سے ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے گلے کی بکریوں سے دودھ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت ابو بکرؓ نے بیان فرمایا کہ اس کے بعد وہ چرواہا ایک بکری لایا۔ میں نے بیٹھ کر اس کے تھنوں کو صاف کیا پھر چرواہے کے برتن میں دودھ دوا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بعد ازاں میں نے دودھ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی ملایا اور رسول علیہ السلام کو نیند سے جگانا پسند نہیں کیا حضرت ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ میں حضور ﷺ کے بیدار ہونے تک دودھ کا برتن لیے کھڑا رہا (جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نوش فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں پیوں گا جب تک کہ تم راضی نہ ہو جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا، جان لیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہجرت کو لازم کیا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ اس کے بعد ہم نے سفر کے لیے کوچ کیا۔ ہم راستے میں تھے کہ سراقہ بن مالک بن جشم (ہمارے تعقب میں) آ گیا۔ حضرت ابو بکرؓ (سراقہ کو دیکھ کر) رونے لگے اور عرض کیا کہ سراقہ ہمیں تلاش کرنے اور گرفتار کرنے کے لیے آ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ہم تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور سراقہ کے لیے عاکی، سو اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ اس نے عرض کی بے شک آپ ﷺ نے دعا فرمائی ہے، اب دعا فرمائیں کہ میں (اس مصیبت سے) نجات پاؤں۔ اس کے بدلے میں میں کفار مکہ کو واپس لوٹا دوں گا جو آپ کو پکڑنے کے لیے میرے پیچھے آرہے ہیں اور آپ ﷺ کے بارے میں میں کسی کو مطلع نہ کروں گا۔ پس حضور علیہ السلام اور ابو بکرؓ دونوں نے سراقہ کے لیے دعا کی اور وہ واپس لوٹ گیا اور اپنے عہد پر قائم رہا۔ اس نے لوگوں کو بھی راستے سے لوٹا دیا۔ روایتوں میں آیا ہے کہ بے شک سراقہ نے عرض کیا کہ یہ میرا ترکش ہے سو آپ ﷺ بطور نشانی اپنے پاس رکھ لیں۔ راستے میں فلاں مقام پر آپ ﷺ کو میرے اہل و عیال ملیں گے۔ آپ ﷺ انھیں یہ نشانی دکھا کر جو کچھ ضرورت ہو پوری فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ام معبد کے خیمے پر ہوا جو قوم خزاعہ سے تھی۔ یہ خاتون خیمے کے صحن میں بیٹھتی تھی اور مسافروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی، چنانچہ حضور علیہ السلام کھجور اور گوشت خریدنے کے لیے اس کے پاس گئے لیکن ام معبد کے پاس نہ کھجور تھی اور نہ گوشت تھا۔ وہ مشرکین میں سے تھی۔ بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیمے کے قریب ایک بکری دیکھی اور ام معبد سے اس کی کیفیت دریافت فرمائی، ام معبد نے جواب دیا کہ یہ وہ بکری



ہے جو ضعف و ناتوانی کے سبب گلے کے پیچھے رہ گئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، یہ دودھ دیتی ہے، ام معبد نے عرض کیا کہ یہ قوت سے زیادہ بوجھ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دو ہیں۔ اس نے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ ﷺ پر فدا ہوں اگر دو ہونا مناسب ہے تو آپ کو اجازت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے لیے دعا کی۔ اپنے دست مبارک سے اس بکری کے تھنوں کا مسح کیا اور زبان مبارک سے بسم اللہ پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کی بکریوں کے لیے دعا فرمائی چنانچہ وہ کثرت سے شیردار ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن طلب فرمایا جو جماعت کے لیے کافی تھا۔ دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہا اور جماعت کو پلایا وہ شکم سیر ہو گئی۔

پھر دوستوں کو پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے بعد ازاں خود نوش فرمایا۔ تیسری بار دودھ اور برتن لبالب ہو گیا تو (اسے ام معبد کے لیے چھوڑ کر) سفر پر روانہ ہو گئے۔ دوران سفر ایک آواز سنائی دی۔ آواز مکہ معظمہ سے آرہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے سماعت فرما رہے تھے لیکن یہ نہ جان سکے کہ کہنے والا کون ہے؟ وہ کہہ رہا تھا، شعر:

جزی اللہ رب الناس خیر جزالہ

رفیقین حلاً خیمتی ام معبد

ترجمہ: اللہ جو لوگوں کا پروردگار ہے، وہ اچھا بدلہ دے ان دو دوستوں کو جو ام معبد کے خیمے میں اترے۔

ہما نزلا بالبر ثم ترّوحا

فا فلاح من امسی رفیق محمد ﷺ

ترجمہ: وہ دونوں نیکی اور بھلائی کے ساتھ وہاں اترے پھر وہاں سے چلے گئے سو کامیاب رہا جو محمد ﷺ کا دوست اور رفیق ہوا۔

لیهن بنی کعب مقام فنا نهم

ومقعدھا للمومنین مرصد

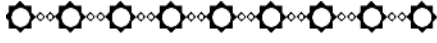
ترجمہ: بنو کعب (بن لوی یعنی قریش مکہ) اپنے صحن اور مسکن میں مومنین کا انتظار کر رہے تھے۔

فیالِ قصیٰ مازوی اللہ عنکم

به من فعالٍ لا یجازی وسودد

ترجمہ: پس اے قصیٰ کے خاندان والو! اللہ تم کو ایسے کام سے روکے جو سرداری اور شرافت کے ساتھ نہ چل سکے۔

۱۔ مطبوعہ نئے کے صفحہ ۲۷۹ پر اس شعر سمیت چھ اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ ہر مصرع غلط تحریر ہوا ہے۔ مترجم نے پروفیسر علی حسن صدیقی کی رہنمائی میں ابن ہشام کی ”السیرۃ النبویہ“ مع ”الروض الانف“ مصنفہ سھیلی سے تمام اشعار کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ابن ہشام ص ۵ نیز سھیلی ص ۷ مطبوعہ فاروقیہ ملتان ۱۳۸۷ھ مترجم پروفیسر علی حسن صدیقی صاحب کا بے حد ممنون ہے کہ ان کی عنایت سے صحیح متن قارئین تک پہنچا۔



سلوا أختکم عن شاتها وانائها
فانکم ان تسئلوا الشاة تشهد

ترجمہ: تم (آلِ قِصی) اپنی بہن (امِ معبد) سے اس بکری اور برتن کے بارے میں پوچھو اور اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی گواہی دے گی۔

دعا ها بشاةٍ حائلٍ فتحلّبت
له بصریحٍ ضرة الشاة مزبد

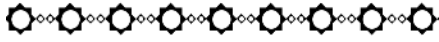
ترجمہ: (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس (امِ معبد) سے ایک جوان غیر حاملہ بکری مانگی اور اس کے تھن کو دودھا جس سے ڈھیر سا دودھ نکلا جو جھاگ مار رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ معظمہ میں) تھے۔ جب آپ ﷺ مکے سے باہر نکلے (تو پہرہ داروں کی نگاہ سے) پوشیدہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ مکے کے پہاڑوں کے ایک پہاڑ میں غار ہے جسے غار ثور کہا جاتا ہے، میں نے مشرکین کے قدم دیکھے اور ہم غار میں تھے۔ مشرکین ہمارے سروں پر تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ اپنے پیروں کی طرف نیچے نگاہ کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکرؓ تم کیا گمان کرتے ہو، اُن دو شخصوں کے ساتھ تیسرا اُن کا خدا ہے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انصار مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے۔ (ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ ﷺ اس کے گھر میں قیام فرمائیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نبی کے لیے عبدالمطلب کے بھائیوں کے ہاں قیام کرنے میں کوئی خوف نہیں ہے، جنھوں نے اس طرح تعظیم کی۔ (اس وقت یہ منظر تھا کہ) مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اور لڑکے مدینے کی گلیوں میں پھیل گئے اور سب بلند آواز سے کہہ رہے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

چوتھا شرف۔ آپ ﷺ کا کفار سے جہاد کرنے اور آپ کی حفاظت کرنے والوں کے ناموں کا بیان

حضرت قدوة الکبرؓ نے فرمایا کہ جملہ مشہور غزوات کی تعداد بائیس ہے۔ بعض دوسرے نامور عالم اس سے زیادہ بھی بتاتے ہیں۔ کشفؓ میں سورہ انفال کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ قریش کے سردار ابوسفیان، عمرو عاص اور ہشام چالیس

۱ کشف۔ یہ قرآن حکیم کی تفسیر ہے۔ اس کے مصنف جابر اللہ زنجبیری تھے۔ ملاحظہ فرمائیں ”نوائد الفواد (اردو ترجمہ) از محمد سرور جامعی لاہور ۱۹۸۰ء (طبع



سواروں اور پیادوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے نہاوند کے نواح میں پہنچے۔ معرکہ روزگار کے رستم اور مجادلہ جنگ کے گستہم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (ان کے سفر کی) خبر ملی تو انصار اور مہاجرین کے ساتھ تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے لیے مدینے سے باہر نکلے۔ جب ابو جہل کو اس کی اطلاع ملی تو کعبہ شریف کی چھت سے پکارا۔ اے قریش کے جنگی پہلوانو اور بے دھڑک جنگ کرنے والو! جمع ہو جاؤ اور جلدی کرو کہ اسلامی فوج کے سپہ سالار اور لشکرِ مخلوق کے سردار محمد مصطفیٰ علیہ السلام تمہارے سرداروں کے تعاقب میں ہیں۔ اسلام اور دین کے وہ سپہ سالار جو کافروں کے دین سے کینہ رکھتے ہیں اگر روکے نہ جائیں گے تو تمہیں نجات حاصل نہ ہو سکے گی۔ ایسا واقعہ دیکھنے سے تکلیف سے مرجانا بہتر ہے۔

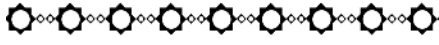
اس واقعے سے قبل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بہن نے ایک خواب دیکھا تھا، گویا ایک فرشتہ تقدس اور محبت کے مقام سے زمین پر اترا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پہاڑ ہے۔ ایسا کوئی گھر نہیں بچا ہے جس پر اس پہاڑ سے پتھروں کی بارش نہ ہوئی ہو۔ حضرت عباسؓ اس خواب کی تعبیر سمجھ گئے تھے انہوں نے قتل و خون ریزی سے منع بھی فرمایا لیکن ابو جہل نے ان کی ایک نہ سنی اور قریش کے ڈیڑھ ہزار سوار اور پیادے جنگجویوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ سے باہر نکلا۔ تجارتی قافلے کے پیشوا نے بدر میں پڑاؤ کیا۔

جبریل علیہ السلام حضرت کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وحی لائے اور کہا، ان اللہ وعدک احد الطائفین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ان دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے۔ خواہ آپ تجارتی قافلے پر حملہ فرمائیں، خواہ اہل قریش سے جنگ کریں کہ انہوں نے بدر میں پڑاؤ کیا ہے، بہر حال فتح آپ ﷺ کی ہے۔ حضرت رسول علیہ السلام نے چاہا کہ قافلے کو ترک کریں اور اہل قریش سے جنگ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کفار قریش سے جنگ کرنا دشوار بتایا اور تجارتی قافلے پر حملہ کرنا پسند کیا۔ جیسے کہ آیہ کریمہ میں آیا ہے۔ وَاذِیْعِدْکُمْ اللّٰهُ اِحْدٰی الطّٰیْفَتَیْنِ اَنْہَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنْ غَیْرَ ذٰلِکَ الشُّوْکَۃِ تَکُوْنَ لَکُمْ اِنصَارِ سَمَّجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اہل قریش ہیں نہ کہ قافلہ۔ سعد بن معاذؓ خوش ہوئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے آقا! ہم قومِ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہیں ہیں جو یہ کہیں کہ فَادْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هُنَا قَاعِدُوْنَ (پس تم جاؤ اور تمہارا رب۔ تم دونوں (ہی) ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں)۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ چلیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، اگر آپ ﷺ سمندر کا رخ فرمائیں گے ہم آپ کے ساتھ موجود ہوں گے اور اگر آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھیں گے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چڑھیں گے۔ سید عالم علیہ السلام نے یہ بات ظاہر ہونے پر اپنا رخ اہل قریش

۱۔ پارہ ۹۔ سورہ الانفال، آیت ۷۔ (ترجمہ: اے مسلمانو یاد کرو) جب اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا کہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ یقیناً تمہارے لیے ہے

اور تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح (کمزور) گروہ تمہارے ہاتھ لگے۔

۲۔ پارہ ۶۔ سورہ المائدہ۔ آیت ۲۴۔



(کے لشکر) کی جانب کیا اور فرمایا کہ فتح ہماری ہے تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ بدر میں فلاں جگہ ابو جہل قتل ہوگا، فلاں جگہ شیبہ کا سر کاٹیں گے۔ فلاں مقام پر ولید عتبہ کو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے اور دوسری جگہ عمرو ہشام اور امیہ بن خلف کو ٹھکانے لگائیں گے اور اس کا پیٹ چاک کریں گے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہوں کی نشان دہی فرمائی۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چوں کہ تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے خواہش مند تھے انھیں یہ باتیں دشوار معلوم ہوئیں۔ چارونا چار باہر نکلے۔ حضرت رسول علیہ السلام تین سو پندرہ پیدل مجاہدین اور دو سو سواروں کو لے کر بدر کی جانب روانہ ہوئے۔ ابو جہل کو یہ اطلاع ملی کہ تجارتی قافلہ سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ سلامتی سے گزر گیا۔ قریش چاہتے تھے کہ اب ہم بھی مکے واپس لوٹ جائیں لیکن ابو جہل نے قسم کھائی کہ میں واپس نہیں جاؤں گا جب تک یہاں میزبانی نہ کروں، اونٹوں کو ذبح نہ کروں اور ایک ساتھ بزم عیش میں نہ بیٹھوں۔ ایک ساتھ رقص کا تماشائے دیکھ لوں یہاں تک کہ تمام عرب اور محمد علیہ السلام ہمارے باہر نکلنے کی خبر نہ سن لیں۔ کفار تو ان باتوں میں مشغول تھے ادھر سید عالم علیہ السلام ان سے نوفر سنگ کے فاصلے پر میدان بدر میں تشریف فرما ہوئے اور میدان میں لڑائی کی ایسی جگہ منتخب فرمائی جہاں پانی نہ تھا۔ مثنوی:

بجائے گرفتد جائے نبرد

کہ گرمی زمرد بر آورد گرد

ترجمہ: (بدر کے میدان میں) لڑنے کی جگہ ایسے مقام کو حاصل کیا کہ گرمی نے لوگوں کے غم کو باہر نکال لیا۔

زمینے زگو گرد بے آب تر

ہوائے زدوزخ جگر تاب تر

ترجمہ: ایسی زمین تھی کہ گندھک سے زیادہ خشک تھی اور ہوا دوزخ سے زیادہ جگر کو جلانے والی تھی۔

نہ آبے درو سرد جز زہر ناب

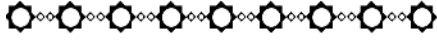
نہ مہرے درو گرم جز آفتاب

ترجمہ: سوائے خالص زہر کے ٹھنڈا پانی دستیاب نہ تھا۔ آفتاب کی تپش کے سوا گرمی محبت ناپید تھی۔

جب زمین کی خشکی اور بے آبی نظر میں آئی اور شیروں کو زہر آب کا مشاہدہ ہوا تو ناچار تیمم کر کے نماز ادا کی اور فرض

دین ادا کر کے شاد ماں ہوئے۔ (ادھر) کفار قریش بھی اپنی کامیابی کے وہم میں مبتلا تھے۔ مثنوی:

۱۔ یہاں (ص ۲۸۱) سطر چار سے سترہ تک ضالیج بدایع کی خوبیوں کے ساتھ مرصع تحریر ہے۔ کتابت کی تصحیح پر بھی کم توجہ دی گئی ہے۔ مترجم کو ترجمے میں غلطی کے امکانات کا احتمال ہے۔ لطائف اشرفی کا فوٹو اسٹیٹ نسخہ مترجم کی دسترس میں ہے اگر ترجمے میں کہیں قسم رہ گیا ہے تو مترجم معذرت خواہ ہے۔



پدیدی در آمد بہ اہل قریش
کہ آمد سیاہی زیگانہ کیش

ترجمہ: اہل قریش (کے دل سے کامیابی کا بے بنیاد خیال) ایسے ظاہر ہوا جیسے بے دینوں (کے دل کی) سیاہی ظاہر ہوتی ہے۔

بدیں آمدن شادمانی شدہ
نہ شادی کہ بس کامرانی شدہ

ترجمہ: وہ اس کیفیت سے بہت شاد ماں ہوئے۔ نہ صرف شاد ماں ہوئے بلکہ خود کو کامیاب تصور کرنے لگے۔

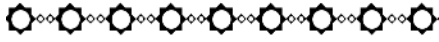
عجب مرغے از دام من جستہ بود
خوش آورد یزداں کہ پابستہ بود

ترجمہ: عجیب پرندہ میرے جال سے چھوٹ گیا تھا۔ اچھا ہوا کہ خدا اسے لے آیا کیوں کہ پاؤں بندھا ہوا تھا۔ جب رستم آفتاب خواب گاہ مشرق سے اور گستہم عالم افروز میدان مشرق سے برآمد ہوا تو قریش کے لڑنے والوں نے جہاں جہاں وہ تھے پانی میں غوطے لگائے اور اُن بے دین جنگجو یوں نے لڑائی کی تیاری کر لی۔

مثنوی:

چو کو ہہ بر آورد گا و زمین
بروں جست شیر سیاہ از کمین
ترجمہ: زمین کی گائے کبڑے کی مانند نکلی اور سیاہ شیر نے اپنی گھات سے جست لگائی۔
جہاں از دلیران لشکر شکن
چو انجم کشیدہ بے انجمن

ترجمہ: دنیا نے ستاروں کی مانند لشکر شکن دلیروں سے بہت سی محفلیں سجائیں (میدان میں بہادر ستاروں کی طرح پھیل گئے) اس اثنا میں اس شکست نصیب گمراہی کے لشکریوں اور عسکرِ جہالت کے ناموروں نے وہ قسم دہرائی کہ وہ (ابو جہل کے) خوانِ کرم اور دسترخوانِ طعام پر بیٹھیں گے اور جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاسے سر سے پانی نہ پیئیں گے نہیں جائیں گے (اُن سب پر اللہ کی لعنت ہو)۔ جب احباب اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یہ قسم سنی تو ان بے نصیبوں کی اس آواز سے بے حد غم زدہ ہوئے۔ اصحابِ پانی سے محرومی کے غم، اضطراب کے وہم کے علاوہ (اس بے ہودہ قسم کے) تفکر اور تحیر کے غم میں تھے کہ رات آگئی اور لشکر پر نیند طاری ہوگئی۔ لشکر کے سر پر شیطانی وسوسوں اور کمرو فریب کے خوف کا ہراول



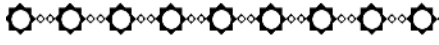
دستہ آکھڑا ہوا۔ سب بد خوابی کی لپیٹ میں آگئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ اس سے محفوظ رہے۔ جب لشکرِ فلک کے علم اور پرچم ظاہر ہوئے (یعنی صبح ہوئی) تو اصحابؓ نے اپنی حالت کے اضطراب اور خیال کی براہِ بیخستگی کو رسول کامیاب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جماعت جو گزشتہ شب کی بد خوابی سے پریشان ہے۔ ایسی صورت حال میں ہم کس طرح میدانِ جنگ میں اتریں گے اور کس طرح انتقام کے لیے لڑنے والوں پر غالب آئیں گے۔ میدان کی صورت یہ ہے کہ پیرزانو تک ریت میں دھنس جاتے ہیں۔

مثنوی:

زرِ کیش امیدِ بر آبِ آیدم
 نہ از غرقِ ریگِ سرابِ آیدم
 ترجمہ: میں اس کی ریت سے پانی حاصل کرنے کی امیدیں لایا تھا۔ اس لیے نہیں آیا تھا کہ ریت کے سراب میں ڈوب جاؤں۔

پسیرِ ﷺ چو بشنید عرضِ نیاز
 بدا رائے گردوں بر آوردِ راز
 ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہؓ کی عرضِ نیاز سنی تو آسمان کے حاکم (اللہ تعالیٰ) سے دعا کی۔
 بر آوردِ دست و مناجاتِ کرد
 ہمہ روئے دل سوئے حاجاتِ کرد
 ترجمہ: آپ ﷺ نے مناجات کے لیے دست دعا اٹھائے اور تمام تر توجہ قاضی الحاجات کی جانب رکھی۔
 حضرت رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پانی برسائے اور صحابہؓ کے اضطراب کو دور فرمانے کے لیے دعا کی۔
 ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک بلند تھے کہ بارانِ رحمت نے نزول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے کرم کا بادل برسا اور اتنا برسا کہ دردمندوں کی جان سیراب ہوگئی۔ مثنوی:

سحابِ لطف او بارید چنداں
 کہ شد سیراب جانِ دردِ منداں
 ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا بادل اتنا برسا کہ دردمندوں کی جان سیراب ہوگئی۔
 چو یاراں سر بسر در آبِ کردند
 ز نازِ تشنگی سیراب خوردند
 ترجمہ: تمام صحابہؓ پانی سے تر ہو گئے، تشنگی کی آگ بجھ گئی سب سیراب ہو گئے۔



اللہ تعالیٰ سے عرضِ نیاز کرتے ہی ابرِ کرم سے اس قدر بارش ہوئی کہ اصحابؓ نے اچھی طرح غسل کیا اور احباب کو (منہ مانگی) مراد حاصل ہوئی نیز میدان کی ریت (تری کی وجہ سے) بیٹھ گئی۔ بیت:

چو میدان لشکر بر آراستہ
شدہ ریگ از آب آراستہ

ترجمہ: بحرِ حال لشکر کا میدان آراستہ ہو گیا اور بارش سے میدان کی ریت بھی ہموار ہو گئی۔

ایسی صورتِ حال میں ابلیس لعین اپنے مکرو فریب کی کمین گاہ سے نکلا اور سراقہ (بنِ جعشم) کی شکل بنا کے تین سو سواروں کے ساتھ جوزرہ پہنے ہوئے، تلوار لٹکائے ہوئے اور زہر نوش لڑنے والوں کی طرح علم اٹھائے ہوئے تھے، قریش کی مدد کے لیے نمودار ہوا۔ اس نے ابو جہل سپہ سالار لشکر کے زانوکا بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں اس روز سے آپ سے شرمندہ ہوں جس روز آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرو مجھ سے اس معاملے میں تقصیر ہوئی۔ آج میں حاضر ہوا ہوں کہ اُس تقصیر کی معذرت اور اس حکم کی معافی طلب کروں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ میدانِ جنگ اور لڑنے والوں کا ہراول مجھے بنائیں۔ مثنوی:

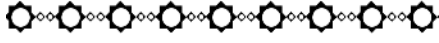
اگر سر لشکر مردانِ میدان
مرا سازید اے شیرانِ مردان
ترجمہ: اے شیرانِ مردان! مجھے آپ مردانِ میدان کے لشکر کا سردار مقرر کریں
بہ بینیداز سر شمشیر تیزم
چو خونہا برسرد میدان بریزم

ترجمہ: پھر دیکھنا کہ میں تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوں اور میدان میں کس قدر خون بہاتا ہوں۔

قریش کے مغرور اور بے دین سرداروں نے سراقہ کو لشکر کے آگے رکھا اور تیز و طرار ہتھیار بند لڑنے والوں کو اس کے ہمراہ کیا۔ جب لشکر دین اور قلب یقین کے شیروں نے سنا کہ سراقہ کو متکبر افواج کا پیشوا اور حراۃ کو بے ساز لشکر کا سردار مقرر کیا گیا ہے تو وہ فکر مند ہوئے کیوں کہ کفار قریش میں تلوار بازوں اور تیر اندازوں کی تعداد بے شمار تھی اور لشکرِ اسلام میں تیغ زن مجاہدین کی بے حد کمی تھی۔ اس فرق کو اندھیری رات اور چراغ یا سیاہ اندھیرے اور آنکھ کی پینائی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ مثنوی:

سپاہاں چو شب، رومیاں چوں چراغ
کم و بیش چوں زاغ و چوں چشمِ زاغ

ترجمہ: فوجیں اندھیری رات اور رومی چراغ کی مانند تھیں یہ کمی اور بیشی کوئے اور کوئے کی آنکھ کی مثل تھی۔



زبسیار واندک سران سپاہ

بہ پروین وانجم توواں بست راہ

ترجمہ: فوجوں کی کثرت و قلت کے سبب سے پروین وانجم تک راستہ بند کیا جاسکتا تھا۔

سپاہ دین اور جنگ گاہ یقین کے سپہ سالار نبی علیہ السلام نے جب ساتھیوں اور دل داروں کی اس فکر مندی کا مشاہدہ فرمایا تو اپنا سر مبارک گردش اور تدبیر کرنے والے آسمان کی جانب اٹھایا اور (اللہ تعالیٰ کی جناب میں) عرض کی کہ اے عاشقوں اور خستہ جانوں کے مشکل کشا! اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان اور قلیل اہل ایمان ہلاک ہو گئے تو ان کے بعد روئے زمین پر کوئی شخص باقی نہ رہے گا جو (خاص تیرے لیے) تیری پرستش کرے۔ مثنوی:

نماند کسی درجہاں یاد گار

کہ گوید خداوند پرور دگار

ترجمہ: دنیا میں کوئی شخص بطور یادگار باقی نہ رہے گا جو یہ کہے کہ مالک و پروردگار اللہ ہے۔

چہ مقصود داری زیں مشتِ خاک

کہ یک بار ازیناں ہر آری ہلاک

ترجمہ: اگر آپ نے ان تھوڑے سے بندوں کو ایک ہی بار ہلاک کر دیا تو آپ کا مقصود کیا ہوگا۔

اسی لمحے فوج ملائکہ کے سالار اور رحمت نوشوں کے لشکر کے سردار یعنی جبریل، اسرافیل اور میکائیل علیہم السلام تین ہزار فرشتوں کے ساتھ آ موجود ہوئے۔ ان کا لباس سفید تھا۔ وہ عمامے باندھے ہوئے تھے۔ وہ اہل حق گھوڑوں اور اطلس سے مزین براقوں پر سوار تھے۔ مثنوی:

رسیدند مرغان لشکر شکن

نہ مرغان کہ گردانِ گردن شکن

ترجمہ: لشکر تہس نہس کرنے والے طائر آ پہنچے۔ یہ پرندے نہ تھے گردن توڑنے والے پہلوان تھے۔

ہمائے ہوائے ظفر جبریل

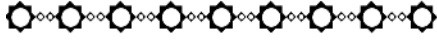
صف آراستہ باہمہ تا دو میل

ترجمہ: جبریل علیہ السلام جو فتح مندی کی فضا کے ہما ہیں۔ وہ سب کے ساتھ دو میل تک صف آراستہ ہو گئے۔

یکے شد مقدم زسر از سپاہ

سرافیل خود شد زقلب سپاہ

ترجمہ: ایک فوج کے ہر اول کا مقدم ہو گیا۔ اسرافیل علیہ السلام فوج کے درمیانی حصے میں رہے۔



جنائے بنا موس آراستہ^۱

پس از باد پیائے پیراستہ

ترجمہ: بازو کو ناموس سے سجائے ہوئے بادِ پیا کے پیچھے زینت بخش تھے۔

پسین^۲ از سرائیل بر پشت کوہ

بسا از سرو شان دیگر گروہ

ترجمہ: اسرائیل علیہ السلام کے پیچھے پہاڑ کی پشت پر فرشتوں کے بہت سے دوسرے گروہ تھے۔

جب ہر جانب سے فوج کے لشکر شکوہ حضرات نے ایک دوسرے کی جانب رخ کیا اور ہر طرف کے لشکر شکنوں نے اپنی مرضی کے مطابق دشمنی کے دروازے کھول دیے تو سراقہ جو آگے تھا، آیا۔ حراقہ بھی بے خودی کی کیفیت میں داخل میدان ہوا۔ اس طرف سے ایران فلک کے رستم اور توران ملک کے گسٹم جبریل علیہ السلام نکلے۔ سراقہ (یعنی شیطان لعین) نے اچھی طرح سے دیکھا تو لشکرِ اسلام کے ہراول دستے میں جبریل علیہ السلام کو پہچان لیا۔ بس ناموس اکبر (جبریل علیہ السلام) کو دیکھتے ہی میدانِ جنگ سے سرپٹ بھاگا اور کفار قریش کے قلبِ لشکر پر آ پڑا۔ مثنوی:

علم بر زدہ آفتابِ ظفر

گریزو فتادہ بہر رہ گزر

ترجمہ: فتح مندی کا آفتاب علم اٹھائے ہوئے ہر طرف کافروں کے تعاقب میں تھا۔

چو خورشید عسکر کشید از ستیز

شدہ لشکرِ روسیاں در گریز

ترجمہ: جب آفتاب نے لڑائی کے لیے لشکرِ مقابل کیا تو روسیاہوں کی فوج میدان سے بھاگ گئی۔

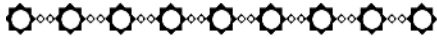
کما قال اللہ تعالیٰ یعنی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، فَلَمَّا تَرَأَتْ بِ الْفِتْنَيْنِ نَكَصَ عَلٰى عَقْبَيْهِ^۳ (پھر جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ (شیطان) الٹے پاؤں بھاگا)۔ لشکر کے شیاطین اور میدانِ جنگ کے لعین، بھاگتے اور تتر بتر ہوتے ہوئے لشکرِ کفار پر گرے۔ قریش کے سرداروں نے دردناک نعرہ لگایا اور بے دین سپہ سالار آہ و نغاح

۱۔ اس شعر کا مفہوم مترجم کے لیے ناقابل فہم ہے۔ جناح سے بازو اور ہراول دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں۔ ہراول کا ذکر اس سے پہلے شعر میں آچکا ہے۔

اگر بازو ہے تو کونسا بازو؟ دایاں یا بائیاں۔ بادِ پیاں (ہونا اپنے والا) کنایہ ہے یا استعارہ۔ شعر سے ظاہر نہیں ہوگا۔ لفظی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

۲۔ آخری شعر کا پہلا مصرع مطبوعہ نسخے میں اس طرح ہے ”بین از سرائیل بر پشت کوہ“ اس لیے مترجم نے قیاسی تصحیح سے کام لیا ہے اور مصرعے کو اس طرح نقل کیا ہے ”پسین از سرائیل بر پشت کوہ“۔

۳۔ پارہ۔ ۱۰، سورہ الانفال۔ آیت ۲۸۔



کرنے لگے۔ کہنے لگے، اے بے شرم سراقہ اور تنگ دل حراقہ تم نے ان مٹھی بھر بے سرو سامان اور معمولی رسالے سے ہماری فوج کو شکست دلوائی اور اسے درہم برہم کرادیا۔ ابو جہل نے بھی چیخ کر کہا، اے سراقہ تجھ پر کون سا خوف غالب آیا کہ تو نے جنگ سے فرار اختیار کی اور ہماری مہم کو ناکام کر دیا۔ سراقہ بھاگتا رہا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اہل قریش کے پیغام رساں نے ان کے سینوں پر بہت زیادہ نمک چھڑکا اور کہا اے نامراد و بدروش (کافرو) اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ! (بے شک میں تم سے بیزار ہوں یقیناً میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے)۔ اے راستے سے ناواقف اور پیدائنی سے محروم لوگو! مثنوی:

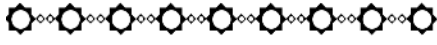
دریناں سپا ہے کہ من دیدہ ام
 ہر اسپے کہ در دل پسندیدہ ام
 ترجمہ: اس میدان میں جو فوج میں نے دیکھی ہے (اس کے) ہر گھوڑے کو میں نے دل سے پسند کیا ہے
 بہ بینید گریک ازاں صد ہزار
 بدم در بر آید ز جانہا دمار
 ترجمہ: اگر تم اس کے صد ہزار میں سے ایک کو دیکھ لو تو تمہاری جانیں ہلاک ہو جائیں۔

قریش نے یہ بات سن کر بساط میدان خالی کرنا اور پہلوانوں کی صف سے بھاگنا شروع کر دیا۔ فرشتوں اور تخت کے لشکر نے اہل قریش پر تلوار سے حملہ کیا اور اُن آگ بھڑکانے والے لوگوں میں سے بہتوں کو خاک پر لٹا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے آنے سے قبل تلوار سے ضرب لگانے اور بے انتہا ہیبت کی آوازیں سنیں اور سفید پوش ملائکہ کا مشاہدہ فرمایا۔ جاں نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے عقب سے نکلے اور کافروں کے سراڑانے لگے۔ بیت

بسر بردنِ خصم چوں پے فشر
 بسر برد تیغی کہ بر سر نہ برد

ترجمہ: متواتر قتل کرو کہ دشمن کا کام تمام کر دیا۔ ایسی کوئی تلوار نہ تھی جس نے سر نہ کاٹا ہو۔

غیبی اور الہی میدان کے شیروں نے جو رسول علیہ السلام کے دائیں اور بائیں طرف تھے زیادہ تر کافروں کو قتل کیا اور ان کے سرگھاس کی طرح کاٹ کر رکھ دیے۔ (اس معرکے میں) ابو جہل اور قریش سردار جیسے ہشام، عمرو، شیبہ، عقبہ ربیعہ، ولید عقبہ، امیہ بن خلف، ابی سعید اور عمار ولید تقریباً، ستر اشخاص قتل کیے گئے۔ ایک دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی افراد اُن مقامات پر کشتہ پائے گئے جن کی نشان دہی رسول علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ بیت



بزدیک ہشادیک بے درلغ
در آمد سر دشمنان زیر تیغ

ترجمہ: تقریباً ایک سو اسی دشمنوں کے سر بے تامل تلوار کے نیچے آئے۔

فتحیاب لشکر کے سپہ سالار اور فتح و نصرت کے میدان کے سردار علیہ السلام نے فرمایا، تم میں کون ہے جو مجھے ابو جہل کے بارے میں خبر دے کہ وہ میدان سے زندہ بچ کر نکل گیا یا قتل کر دیا گیا۔ اصحابؓ میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو زخمیوں کی دیکھ بھال پر مامور تھے عرض کیا کہ میں نے ابو جہل کو مقتولوں کے درمیان بھاری زخموں کے ساتھ ایک جانب پڑا ہوا دیکھا ہے۔ وہ ریت میں دبتا جا رہا تھا۔ بیت:

بریگ آں گوہر بحرِ تباہی
نہاں گشتہ چواندر ریگ ماہی

ترجمہ: وہ بحرِ تباہی کا گوہر ریت میں چھپ گیا جیسے ریگِ ماہی ریت میں غایب ہو جاتی ہے۔

رسول علیہ السلام کے حکم پر عبداللہؓ زخمیوں کی طرف روانہ ہوئے اور میدان میں پڑے ہوئے ابو جہل کے سینے پر بیٹھ گئے۔ ڈاڑھی کو پکڑ کر اس کا سر کاٹا اور کٹے ہوئے سر کو رسول علیہ السلام کے مبارک قدموں میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کہ الحمد للہ آج میری امت کافر عوں قتل کر دیا گیا۔ مثنوی:

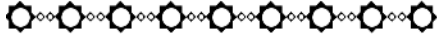
چو آورد و بنہاد پیش رسول
رسول از دل و جان نمودہ قبول

ترجمہ: (جب عبداللہ بن مسعودؓ ابو جہل کا سر کاٹ کر) لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا تو آپ ﷺ نے دل و جان سے (یہ خدمت) قبول فرمائی۔

چو موسیٰ بہ منت بسر بستہ
کہ فرعون امت مرا خستہ

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام کی مانند شکر گزار ہوئے کہ میری امت کافر عوں خستہ ہوا۔

قریش کے بہتر افراد جن میں ان بے دینوں کے سردار بھی شامل تھے گرفتار ہوئے۔ ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ اور حضرت علی کے بھائی عقیل اور آپ ﷺ کے داماد ابو العاص جو حضرت زینبؓ کے شوہر تھے، گرفتار ہوئے۔ سید عالم علیہ السلام نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت عمرؓ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ تلوار سے ان کی گردنیں اڑادی جائیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو جھوٹا اور جادوگر کہا تھا اور ہمیں اپنے وطن سے



نکال دیا تھا (لیکن) حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ بے شک یہ لوگ آپ ﷺ (کے خاندان) سے ہیں اور بے شک آپ ﷺ (ان کے خاندان) سے ہیں (بہتر یہ ہے کہ) ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ بیت:

زاندر زمن کوش آمادہ کن
کہ بستاں فدا بندی آزادہ کن

ترجمہ: آپ ﷺ میری عرض مان لیں اور فدیہ لے کر قیدیوں کو آزاد کر دیں۔

حضرت زینبؓ نے وہ ہار جو انھیں حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں دیا تھا، اپنے شوہر کی رہائی کے لیے بطور فدیہ بھیجا۔ جب وہ ہار سید عالم علیہ السلام کو ملا تو آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت زینبؓ کو یاد کیا اور چشم مبارک نمناک ہو گئیں صحابہؓ نے ابو العاص کو فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا۔ بیت

چو از چشمہ چشم گوہر فشانند
اسیراں در آوردو بے فدیہ ماند

ترجمہ: جب آپ ﷺ کی چشم مبارک کے چشمے سے موتی ٹپکنے لگے تو قیدیوں کو بے فدیہ آزاد کر دیا۔

وہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس کر دیا گیا۔ جب حضرت رسول علیہ السلام جنگ کے ارادے سے نکلے تو تین سو پندرہ پیادوں کے لیے دعا فرمائی تھی کہ بار الہان کو سوار بنا دے چنانچہ جب مالِ غنیمت ہاتھ آیا تو کوئی پیدل مجاہد ایسا نہ رہا کہ طویلے کا مالک نہ بنا ہو (سب کے پاس سواری تھی) مثنوی:

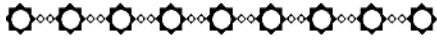
چو در دست افتاد تاراج گنج
پر از مال گشتند بے دست ورنج

ترجمہ: جب مالِ غنیمت ہاتھ لگا تو بے محنت اور تکلیف کے سب مال دار ہو گئے۔

نماند از صحابہ کسے در سپاہ
کز اسپان و شتراں نزد پارگاہ

ترجمہ: صحابہؓ میں سے فوج میں ایک فرد بھی ایسا نہ رہا جس کے اصطلیل میں گھوڑے اور اونٹ نہ ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فدیہ طلب فرمایا۔ انھوں نے کہا کہ میرے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے امّ فضل کو یہاں آتے وقت دیا تھا۔ امّ فضل حضرت عباسؓ کی زوجہ تھیں۔ جس وقت کہ حضرت عباسؓ نے امّ فضل سے یہ بات کہی تھی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ انہوں نے رسول علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کس نے خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریلؑ نے خبر دی۔ یہ سنتے ہی حضرت عباسؓ ایمان لے آئے۔ بیت:



پیہر بر ایشاں چو بکشا دراز
بزودی در اسلام آورد ساز

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی (حضرت عباسؓ) پر یہ راز ظاہر کیا وہ فوراً موافقت میں اسلام لے آئے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ کا یہ مشورہ کہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے خدائے بے نیاز کی رضا کے موافق رہا اور حضرت ابو بکرؓ کی یہ رائے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے حکمِ احدیت کے موافق نہ پڑی۔ جبریلؑ درگاہ بے نیاز سے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس مصیبت کا انتظار کریں جس سے سوائے عمر خطابؓ اور سعدؓ کے کسی کو رستگاری نہ ملے گی۔ سید عالم علیہ السلام نہایت رنجیدہ ہوئے اور مدینہ کی جانب لوٹے۔ جنگ بدر ۲۔ ہجری رمضان کے مبارک مہینے میں واقع ہوئی تھی۔ سورہ آل عمران کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ جنگ احد بروز پیر ۱۷ ارشوال ۳ ہجری میں ہوئی تھی۔

غزوہ احد

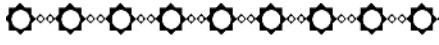
جب سپاہِ جہالت کا اگلا دستہ اور ضلالت کے میدانِ جنگ کا ہراول مارا گیا تو سردار قوم ابوسفیان مکے میں تھا اس نے پریشان پرچموں کی فوج سے ایک لشکر تیار کیا اور شکست کی غیرت سے متاثر ہو کر مدینہ طیبہ کی جانب چلا۔ بیت:

زجمعے پریشاں سپا ہے کشید
بسوئے مدینہ دو اسپہ دوید

ترجمہ: ایک پریشان گروہ سے ایک لشکر تیار کیا اور ایک دن میں دو منزلیں طے کرتا ہوا مدینہ طیبہ کی جانب دوڑا۔ (ابوسفیان) تین ہزار جنگ آزماردوں کے ساتھ اس میدان میں جس کی فضا سو گوار تھی اور جسے جنگ سے پامال ہونا تھا، کوہ احد کے سامنے اترا۔ بیت:

فرود آمد آں جا سپا ہے شگرف
کہ گردے برآرند ازاں بحرِ ثرف

ترجمہ: ایک عجیب قسم کی فوج نے وہاں پڑاؤ ڈالا، جس کا خیال تھا کہ گہرے سمندر سے مٹی نکالیں گے۔ میدانِ نبوت کے رستم اور مردانِ مردانگی کے گستہم علیہ السلام نے معرکہ ہمت کے بہادروں اور ہراول دستے کے دلہروں سے مشورہ کیا کہ ابوسفیان کے مقابلے اور مقاتلے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ وہ منافقوں کے لشکر کا سردار ہے۔ بعض صحابہ نے رائے دی اور صورت حال کا نقشہ کھینچا کہ اس مرتبہ جنگ کے لیے باہر نہیں نکلنا چاہیے کیوں کہ قریش کے جنگلی اور



کافروں کے صحرا کے شیروں کی تعداد تین ہزار ہے اور ہم بے سبیل چند سو ہیں۔ بیت:

چہ پیکار کبر کاں بشا ہیں بود
کہ این نازنین آں پر از کیس بود

ترجمہ: چکوروں کی شاہین سے کس طرح جنگ ہو سکتی ہے کہ یہ نازک ہیں اور وہ کینے سے پر ہے۔

امیر المسلمین حمزہؓ اور اصحاب جنھوں نے اس روز شہادت پائی تھی یہ فتح مندرائے دی کہ ہمیں باہر نکل کر حملہ کرنا چاہیے۔ رسول علیہ السلام نے یہ رائے پسند فرمائی اور ان کو شوق دلانے کے لیے زرہ زیب تن فرمائی اور دشمنی کی کمر کھولی۔ تھوڑے سے اصحاب کو اس فیصلے سے اندیشہ تھا۔ سید عالم علیہ السلام نے فرمایا، انبیاء جب زرہ پہن لیتے ہیں تو جنگ کیے بغیر واپس نہیں لوٹتے۔ اب ہمیں بہر حال باہر نکلنا چاہیے۔ بیت:

چورستم بہ تن در زرہ در کشید
نہ شاید کہ بے جنگ از بر کشید

ترجمہ: جب رستم کی مانند جسم پر زرہ پہن لی تو بغیر جنگ کیے جسم سے اتارنا نہیں چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انتظام میں تھے کہ وحی نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے کامیابی اور فتح مندی کی بشارت دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج حق تعالیٰ نے فتح آپ کی جانب رکھی ہے۔ بیت:

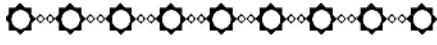
ندائے رسیدہ زہاتف بسر
کہ امروز بہر تو آید ظفر

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) قلب مبارک پر غیب سے آواز آئی کہ آج صرف آپ ﷺ کے لیے فتح مندی وقف ہے۔

فتح مندی کی یہ بشارت ملنے کے بعد ایک ہزار افراد اور دوسری روایت کے مطابق نو سو اشخاص شرف ایمان سے مشرف ہوئے تھے کہ خالد بن ولید کو ذات النعیم میں چھپا دیا تھا اور خود اس لشکر سے مقابلہ کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ جبریل آئے اور رسول علیہ السلام کو خبر دی کہ خالد بن ولید ذات النعیم میں چھپا ہوا ہے۔

مثنوی:

۱۔ یہاں سے مطبوعہ نئے (ص ۲۸۴) میں عبارتوں میں بے ربطی اور ثولیدگی ہے۔ مترجم نے متن کے مطابق لفظی ترجمہ کیا ہے۔ ”بوصول بشارت ظفر با یک ہزار نفر، براویتے نہ صد کس بشریف ایمان مشرف شدہ بود کہ ولید خالد را در ذات النعیم پہنایا کردہ و خود بمقابلہ ایں سپاہ ستادہ“۔
۲۔ یہاں یہ بات بالکل واضح نہیں ہے کہ کون کس کے لشکر سے مقابلے کے لیے کھڑا ہوا۔ مترجم اس کی اہلیت نہیں رکھتا کہ ایسے نازک مقامات پر قیاسی تصحیح سے کام لے۔ البتہ ایسے مقامات پر ترجمے کی مشکلات کی نشان دہی کر سکتا ہے۔



خبر کرد طاؤس بسیار پر
 کہ مرغیست پہاں دریں شاخ تر
 ترجمہ: بہت پروالے طاؤس (جبریل علیہ السلام) نے خبر دی کہ اس شاخ تر میں پرندہ چھپا ہوا ہے۔

کہ آں شاخ رانام ذات النعیم
 نہادست آں باغبان کریم

ترجمہ: کہ باغبان کریم نے اس کا نام ذات النعیم رکھا ہے۔

سید عالم علیہ السلام نے عبداللہ جبیر کو تین سو مجاہدین کے ساتھ اپنے علم کے نیچے رکھا اور ان سے فرمایا کہ تم تیرا اندازوں کے امیر ہو۔ (اس طرف سے) ہوشیار رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں سے کوئی یہ جگہ چھوڑے یا ادھر ادھر جائے کیوں کہ ابن ولید ذات النعیم میں چھپا ہوا ہے۔ اگر وہ تم پر حملہ کرے تو تم ایک ساتھ اس پر تیروں کی بارش کر دو۔ (یہ فرما کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اصحابؓ کے ساتھ قلب لشکر میں تشریف فرما ہوئے۔

ستر مجاہدین نے ابوسفیان پر حملہ کیا۔ ابوسفیان نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ بیت:

چناں اوقادہ بہ لشکر شکست

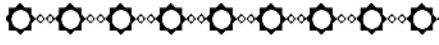
کہ پورے پدر را گلیرد بدست

ترجمہ: لشکر کو ایسی زبردست شکست ہوئی (اور ایسی بھگدڑ مچی کہ) بیٹا باپ کی مدد نہ کر سکا (سب کو اپنی اپنی پڑی تھی)

لشکرِ نصرت اور عیشِ نعمت کے مالک (رسول) علیہ السلام نے اصحابؓ کے ساتھ (شکست خوردہ) لشکر کا تعاقب کیا یہاں تک کہ عبداللہ جبیرؓ کی نظر سے چھپ گئے۔ (اس تعاقب میں) چودہ مشرکوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ وہ اصحابؓ جو عبداللہ جبیر کے ساتھ تھے انھیں مالِ غنیمت سے محرومی کا شدید احساس ہوا۔ وہ اپنی جگہ قائم رہنے پر قابو نہ پاسکے اور مالِ غنیمت لوٹنے کے لیے رسول علیہ السلام کے عقب میں چل پڑے۔ علم اپنی جگہ قائم نہ رہ سکا۔ عبداللہ جبیر تنہا وہاں کھڑے رہے۔

مدارک میں بیان کیا گیا ہے کہ نافرمانی کی شامت کے سبب وحی نازل ہوئی کہ اس وقت فتح آپ کی تھی، اب چوں کہ آپ کے اصحاب نے نافرمانی کی اس لیے اس نافرمانی کے سبب دشمنوں کو فتح ہوگئی۔ ابوسفیان بڑا سمجھدار تھا۔ وہ پیچھے سے آگے بڑھا اور میدان جنگ کی طرف پلٹا۔ خالد بن ولید پیچھے سے نکلا۔ اس کے تیرا انداز جوانوں نے ہر طرف سے تیروں کی بارش کر دی۔ ان کا لشکر کو منظم کرنا سود مند رہا۔ عبداللہ جبیر شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بیت:

۱. مدارک حافظ الدین عبداللہ بن احمد النیشی کی تصنیف ہے۔ پورا نام ”مدارک التزویل وحقایق التاویل“ ہے ملاحظہ فرمائیں، ملفوظات شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ“



از قضاے گنبدِ خوناب ریز
لشکرِ دیں رونہاد اندر گریز

ترجمہ: خوں ریز آسمان کی تقدیر کے سبب لشکرِ دین میں بھگدڑ مچ گئی۔

معمر کہ نبوت کے پہلوانوں کے سردار اور جنگِ مردانگی لڑنے والوں کے پیشوا علیہ السلام سات سو لشکر شکن دلیروں اور

ہیبت انگیز چھاپہ ماروں کے ساتھ جمے رہے۔ نامردوں کے لیے بال برابر جگہ خالی نہ رہی۔ بیت:

زمیدانِ مردانگی از شکوہ
بدستے زمیں رانماندہ چو کوہ

ترجمہ: شان و شوکت کے ساتھ میدانِ مردانگی کی ایک ہاتھ زمین نہ چھوڑی اور پہاڑ کی مانند جمے رہے۔

اصحاب نے شکست کی خبر سنی تو تردد میں پڑ گئے۔ جب دشمن کے تیر انداز اور جنگی نیزہ بردار آگے پیچھے سے حملہ آور

ہوئے تو تیروں اور نیزوں کی بارش بادل کی مانند پیر سے سر تک گزر گئی۔ بیت:

چو دریای پیکار از آب تیغ
ز سر بر گزشتہ در آمد دروغ

ترجمہ: افسوس جب جنگ کا دریا تلوار کے پانی کے ساتھ سر سے گزر گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے قدم حرکت میں آئے تو وہ پوری قوت کے ساتھ دشمنوں پر حملہ آور

ہوئے۔ بیت:

بلے پشت یاراں پناہ جہاں
بود چوں نماوند بدشمن جہاں

ترجمہ: بے شک جب پناہ جہاں (علیہ السلام) دوستوں کا سہارا بن جائیں تو دنیا سے دشمن فنا ہو جائیں گے۔

اسی اثنا میں ابی وقاص اور عتبہ آئے اور پہلوانِ جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زخم لگایا اور آفتابِ عالم تاب ﷺ کے سر

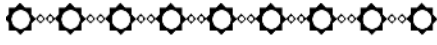
مبارک پر تلوار اٹھائی۔ بیت:

چو بر خورشید گردوں تیغ آمد
عجب برقی کہ روبرِ میغ آمد

ترجمہ: جب آفتابِ فلک کے اوپر تلوار آئی تو ایسا لگتا تھا کہ ایک عجیب بجلی (آفتاب سے نکل کر) سیاہ بادل پر گری ہے۔

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ قتی حارثی نے کانِ نبوت کے گوہر کے روئے مبارک پر پتھر مارا۔ اس سے

آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور چار موتی (دندان مبارک) موتیوں کی ڈبیہ سے نکل پڑے (شہید ہو گئے)



مثنوی:

گوہر اوچوں دل سنگے بخت
سنگ چراگوہر اور اشکست
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موتی پتھر کے دل نے زخمی کیا۔ ایسا کیوں ہوا کہ پتھر نے آپ کے موتی کو توڑا؟

روئے از انجا کہ دل سنگ بود
حسنگی سوداش در آہنگ بود
ترجمہ: ایسا اس لیے ہوا کہ پتھر کے دل اور ارادے میں زخمی کرنے کی خواہش تھی۔
کے شدے آں سنگ مضر گرای
گر نہ شدے در شکن لعل سائی
ترجمہ: وہ پتھر کس طرح فرحت بخش ہو سکتا تھا جب وہ لعل کو چکنا چور کرنے والے کی گرفت میں نہ ہوتا۔

جب اس سنگ دل نے موتی توڑ کر یہ چاہا کہ تلوار کے جوہر کو ابر کرم پر مارے تو مصعب بن عمیر جو لشکرِ اسلام کے علم بردار تھے، آفتاب کا بادل بن گئے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے)۔ تلوار کی ضرب سے علم کی میخ منتشر ہو گئی اور وہ علم جو موتی سجانے والا پرچم تھا یا شکست نما اژدھا تھا نیچے گر پڑا۔ بیت:

چو آمد اژدہای از پائے در سر
بہ یاراں آمد چوں روزِ محشر

ترجمہ: جب اژدہا (علم) سر کے بل نیچے گرا تو اصحابؓ پر حشر کا دن آپڑا۔

شیطان نے لشکر کے ہر طرف صدا لگائی کہ پہلوانان جہاں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) نیچے آ رہے اور آپ ﷺ کا جسم مبارک غرقاب خون ہو گیا۔ اصحابؓ اس خبر سے رنجیدہ اور شکستہ دل ہوئے اور لشکر سے کٹ گئے۔

بہتر صحابہ کبارؓ نے شربتِ شہادت نوش کیا اور وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے) کے جامِ وصال سے اپنی روح کو خوش کام کیا، جیسے کہ حضرت امیر المؤمنین حمزہؓ ان بہتر اصحابؓ کے ساتھ جنگ میں شربتِ شہادت سے شاد کام ہوئے۔

مثنوی:

زیاراں دریں حرب ہفتاد تن
در آمد بخاک وندیدہ کفن